JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 15, Issue: 01, Jul –Dec 2021

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

قرآنی ابلاغ کی روشنی میں ہوائے نفس کا جائزہ

An Overview of the Self-Desires in the Light of Quranic Literature

Dr. Sumbal Ashraf *
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, LCW University, Lahore.

Dr. Saima Farooq **
Associate Professor, Department of Islamic studies, Model Town College, Lahore

Abstract

A person who is inclined to fulfill his own desires will turn away from the path of Allah Almighty. Because the way of Allaah is a clear truth, in which success is contained. Whereas the self-desires are in contrary to the truth which are misleading and disgraceful and possess failure, the result of which is undoubtedly hell. The self-desire is the worldly love, which is mortal, by being so inclined towards it; man ceases to account for his own self and surrounds a variety of meaningless aromas Which causes man to fall into sin and turn away from repentance. The Qur'an, which describes the worldly and the life in the hereafter with great clarity, if a person thinks about it, and then of course he will accept it psychologically and mentally. The love of this mortal world from his heart will not be to that extent because it will make sense of that fact that this world is just like a passageway. This concept does not create much hope in man, nor does he incline towards unconscious desires.

Keywords: *Self-Desires, Evil of Hypocrisy, Arrogance & Pride, Fake Specification, Humor of Muslims, Rights of the Self.*

ہوائے نفس

قرآن حکیم نے ھویٰ کو مختلف مقامات پر بیان کیا ہے جیسے : {وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءهُم}[1] "اگر تم ان کی خواہشوں پر چلو گے"

{ وَلاَ تَتَّبِعُواْ أَهْوَاء قَوْمٍ قَدْ ضَلُّواْ }[2] "اور اس قوم کی خواہشات پر مت چلو جو تم سے قبل گمراہ ہو چکے ہیں"

{قُل لاَّ أَتَّبِعُ أَهْوَاءكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ }[3] "ان سے کہہ دو کہ میں تمہاری خواہشات پر نہیں چلتا ایسا کرنے سے میں گمراہ ہو جاؤں گا

CC BY

{ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيَاطِينُ }[4] اس شخص کی مانند جس کو شیطانوں نے بیابان میں سرگشتہ و حیران چھوڑ دیا۔

{ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ }[5] اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے۔

{ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاء }[6] اور ان کے دل مارے خوف کے ہوا ہو رہے ہوں گے (یہاں ہوا کو بے قراری سے تشبیہ دی گئی۔

{وَاتَّبَعَ هَوَاهُ }[7] اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے۔

{أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ}[8] کیا تم نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہشات کو الٰہ بنا رکھا ہے۔

{وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ }[9]

"اور اس سے زیادہ وہ کون گمراہ ہو گا جو خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کے پیچھے چلے۔

{وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى }[10] اور خواہش کی پیروی نہ کرنا

{ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءهُمْ وَقُلْ آمَنتُ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ }[11]

"اور ان (یہود و نصاریٰ) کی خواہشات پر مت چلو ور ان سے صاف کہہ دو کہ میرا ایمان تو اس پر ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے۔

{وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاء الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ}[12] اور نادانوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلنا۔

{ أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ }[13]" بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہشات کو اِلٰہ بنا رکھا ہے

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

"الهوىٰ:ميل النفس الى الشهوة، و يقال ذلک النفس المائلة الى الشهوة، و قيل: سمّى بذلک لأنه يَهوى بصاحبه فى الدنيا الىٰ كل داهية، و فى الآخرة الى الهاوية"[14]

(ھ، و، ی) الھویٰ، 'ہَوَاہُ' کے معانی نفسانی خواہشات کی طرف مائل ہونے کے ہیں اور جو نفسانی خواہشات میں مبتلا ہو اسے بھی ھوی کہہ دیتے ہیں کیونکہ نفسانی خواہشات انسان کو اس سے شرف و منزلت سے گرا کر مصائب میں مبتلا کر دیتی ہیں اور آخرت میں اسے ھاویۃ یعنی دوزخ میں لے جا کر ڈال دیں گی { وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءهُم }[15]" اگر تم ان کی خواہشوں پر چلو گے"

(یہاں **اھواء** جمع لا کر اس بات کی تنبیہ کی گئی ہے کہ ان میں سے ہر ایک کی خواہش دوسرے سے مختلف اور جدا ہے اور ہر ایک کی خواہش غیر متناہی ہونے میں اھواء کا حکم رکھتی ہے، لہٰذا ایسی خواہشات کی پیروی کرنا سراسر ضلالت اور اپنے آپ کو ورطہ حیرت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔

{ وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا }[16]

"اور جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا کام حد سے گزر چکا ہے"

قاضی ثناء اللہ پانی پتی اس آیت کریمہ کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا ایک قول نقل کرتے ہیں :

(عن ابن عباس فی هذه الأية قال: نزلت فی أمية بن خلف الجمحی، و ذلک انه دعا النبی ﷺ الی أمر کرهه الله من طرف الفقراء عنه و تقریب صنادید أهل مکة فنزل)

یہ آیت کریمہ امیہ بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی امیہ نے آپ ﷺ سے کہا کہ ان فقیروں کو اپنے پاس سے نکال دیں اور سرداران مکہ کو اپنے پاس بٹھائیں، اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات پسندیدہ نہیں تھی تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ {وَاتَّبَعَ هَوَاهُ} کی تشریح میں لکھتے ہیں: اور وہ اپنی خواہش پر چلتا ہے یعنی سرداران قریش کے لئے آپ ﷺ کی مجلس سے غریب مسلمانوں کو نکال دینے کا خواستگار ہوتا ہے اس آیت میں اس امر پر تنبیہ ہے کہ اس کی اس درخواست کا موجب دو باتیں ہیں (۱) اس کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہے، اللہ تعالیٰ کا تصور ہی اس کے دل میں موجود نہیں ہے اور اسے خدا کی طلب ہی نہیں ہے (۲) دنیوی لذتوں میں اتنا ڈوبا ہوا ہے کہ اس کو پتہ ہی نہیں کہ شرافت کا دارومدار تو اپنے نفس کو ذلیل باتوں سے پاکیزہ رکھنے، دل کو باطنی رذائل کی کثافت سے صاف رکھنے اور انوار معرفت سے منور کرنے پر ہے، جسمانی آرائش پر نہیں ہے جو اس کے کہنے پر چلے گا وہ بھی غفلت اور حماقت میں اسی طرح کا ہو گا۔[17]

{أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا--أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا}[18]"

کیا تم نے ایسے شخص کے حال پر غور کیا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا خدا بنا لیا ہے، کیا تم ایسے شخص کو راہ راست پر لے آنے کا ذمہ لے سکتے ہو"

سیّد قطب شہید اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"و هو تعبير عجيب يرسم نموذجا عميقا لحالة نفسية بارزة، يتنكرون للحجة والحقيقة، ....ما اودعه الله من خصائص ولا ينتفع بها كما تنتفع البهيمة"[19]

"قرآنی ابلاغ کا یہ منفرد انداز بیان ہے اس سے ان کی عجیب نفسیاتی حالت کا اظہار ہوتا ہے کہ کسی شخص کا نفس تمام طے شدہ معیار، تمام مسلمہ استدلال، تمام طے شدہ اقدار کو چھوڑ کر صرف اپنی خواہش نفس، اپنی پسند اور اپنی ضد کی بندگی شروع کر دے۔ کسی استدلال، کسی برہان، کسی منطق اور کسی سنجیدہ بات پر کان نہ دھرے، بس صرف اپنی خواہش کو الٰہ بنا کر پوجے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو نہایت ہی نرمی، محبت، انس اور گہرے تعلق کے انداز میں پکارتا ہے {أَرَأَيْتَ} کیا کبھی تم نے غور کیا ہے، کیا تمہیں معلوم ہے۔ ایسے شخص کی تصویر کشی کی جا رہی ہے جس کے سامنے کوئی معقول بات پیش کرنا ہی فضول ہے، وہ حجت، حقیقت اور غور و فکر کو جانتا ہی نہیں ہے، ان چیزوں کی اس کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہیں ہے، اس لئے رسول اللہ ﷺ کو تسلی بھرے انداز میں کہا جا رہا ہے کہ ایسا شخص ہدایت کے قابل ہی نہیں ہے لہٰذا آپ ﷺ کے ذمہ اس کی ہدایت نہیں ہے اور نہ ہی آپ ﷺ اس کے وکیل ہو سکتے ہیں اور نہ ایسے لوگ ہدایت تک

پہنچ پاتے ہیں۔ جن لوگوں نے اپنی خواہشات کو اِلٰہ بنا رکھا ہے ان کی اصل حیثیت یہ ہے کہ وہ انسانیت کے درجہ سے گرے ہوئے لوگ ہیں یہ بہت ہی حقیر لوگ ہیں، یہ محض اپنی خواہشات اور مفادات کے بندے ہیں اور انہی کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ اگلی آیت کریمہ میں ان کو ان کی حقارت کے باعث حیوانوں سے تشبیہ دی گئی ہے کہ یہ تو گویا جانور ہیں مگر یہاں اللہ جل شانہ نے نہایت ہی محتاط انداز کلام اختیار فرمایا، یعنی سب کو نہیں کہا بلکہ {أَكْثَرَهُمْ} کہا ہے کہ سب لوگ نہیں ان کی اکثریت ایسی ہے کیونکہ اہل مکہ کی ایک قلیل تعداد تو ابتدا ہی میں حلقہ بگوش اسلام ہو چکی تھی یا ان میں سے اکثر اس پر غور کرتے تھے، البتہ اکثریت ایسی تھی جو محض خواہش نفسی اور مفادات کی خاطر نہیں مانتی تھی، ان کے کانوں میں دلائل پڑتے تھے، ان کی قل اس حقیقت کو تسلیم کرتی تھی مگر وہ محض اپنے عناد و تکبر کے باعث اسے رد کرتے تھے یہ گویا محض جانور تھے۔ کیونکہ انسان اور جانور میں بنیادی فرق ہی یہ ہے کہ انسان غور و فکر کرتا ہے پھر اس کے نتیجے میں اچھا طرز عمل بھی اختیار کرتا ہے، بصیرت اور قصد و ارادے سے حقائق کو اپناتا ہے، حجت اور دلیل سے بات کرتا اور سنتا ہے اور اگر انسان اپنے ان خصائص کو ترک کر دے تو وہ بہائم سے بھی بدتر ہو جاتا ہے کیونکہ بہائم کو تو اللہ تعالیٰ نے جس قدر شعور عطا کیا ہے وہ تو اس سے استفادہ کرتے ہیں"۔

{وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ}[20]

"اور اس سے بڑھ کر بہکا ہوا کون ہے جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے بغیر اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کے"

علامہ قرطبیؒ آیت کریمہ کے اس حصہ کی وضاحت میں لکھتے ہیں: ہم نے قرآن کریم کو نازل کیا اس کا بعض بعض کے پیچھے ہے (یعنی انبیاء کرامؑ کی یکے بعد دیگرے بعثت)، کبھی وعدہ، کبھی وعید، کبھی قصے، کبھی عبرتیں، کبھی نصائح اور کبھی مواعظ ہیں مقصود یہ ہے کہ وہ نصیحت حاصل کر لیں اور کامیاب ہو جائیں۔ مگر یہ لوگ اس قدر واضح حق کے بعد بھی اسے رد کر رہے ہیں اور اپنے دلوں کی خواہش کی پیروی کرنے میں مگن ہیں اور شیطان ان کے لئے جس چیز کو اچھا بنا کر پیش کر رہا ہے یہ اسی کو اپنا محبوب بنا بیٹھے ہیں حالانکہ اس کی کوئی بھی معقول دلیل ان کے پاس نہیں ہے ایسے نا معقول انسان سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہو گا۔[21]

مولانا امین اصلاحی اس آیت کریمہ کی وضاحت میں لکھتے ہیں: یعنی اگر تمہارے اس چیلنج کے جواب میں یہ اس سے زیادہ ہدایت بخش کوئی کتاب بھی پیش نہیں کرتے اور اس کی پیروی کے لئے بھی تیار نہیں ہیں تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کرنا چاہتے ہیں تو جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مقابلے میں محض اپنی خواہشات کا پیرو ہے اس سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہو گا، نفس کی خواہشات تو صرف اپنے مطالبات پورے کروانا جانتی ہیں ان کے اندر حق و باطل اور خیر و شر میں امتیاز کی صلاحیت نہیں ہوتی ہے اور بسا اوقات وہ اتنی زور آور ہو جاتی ہیں کہ بڑی آسانی سے انسانی عقل کو بھی مغلوب کر دیتی ہیں، اسی لئے انسان کے پاس فلاح کا واحد راستہ یہی ہے کہ وہ ان خواہشات کی پیروی اللہ تعالیٰ کی ہدایات کی روشنی میں کرے، اگر اس روشنی کے بغیر وہ ان کے پیچھے چل پڑے گا تو لازماً ہلاکت کے گڑھے میں جا گرے گا۔[22]

یعنی یہ لوگ ہدایت کے پیروکار نہیں ہیں یہ صرف اور صرف اپنے نفس کی خواہشات کے بے دام غلام ہیں اور ہر حال میں انہی کی پیروی کرنا چاہتے ہیں۔ انسان کی اس نفسیاتی کیفیت پر غور کیا جائے تو انتہائی تاسف محسوس ہوتا ہے کہ جو شخص قرآنی ابلاغ کے اس قدر واضح

عقلی و نقلی دلائل ہونے کے باوجود اس کی ہدایت سے محروم رہ جائے اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتا رہ جائے تو اس سے بڑھ کر اور کیا گمراہی ہو سکتی ہے۔ نفس انسان کو گناہ کا حکم دیتا ہے اور خواہشات کے راستے پر چلاتا ہے، اس کے اندر حق و باطل اور خیر و شر میں امتیاز کرنے کی ہر گز بھی صلاحیت موجود نہیں ہے بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ نفس کے پھیلائے ہوئے جال میں انسانی عقل کچھ یوں الجھ جاتی ہے کہ اس کے لئے باہر نکلنا ممکن نہیں رہتا اور بعض دفعہ تو عقل انسانی نفس کا ایجنٹ بن کر رہ جاتی ہے اور حق کا ساتھ دینے کی بجائے اس کے خلاف دلائل فراہم کرنے لگتی ہے۔ جو لوگ اندھا دھند اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اور صرف اپنے مفادات کو مد نظر رکھتے ہیں اور عقل سے کام نہیں لیتے ہیں دراصل یہی لوگ ظالم ہیں کیونکہ انہوں نے عقل کو مغلوب کر کے اور خواہش کو غالب کر کے صریحاً ظلم کا ارتکاب کیا ہے ایسے ظالموں کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی معافی نہیں ہے۔ کیونکہ ان پر قرآن کریم کی سورت میں حجت تمام ہو چکی ہے قرآنی ابلاغ جن حقائق سے متعلق آگاہی دیتا ہے وہ نہایت واضح ہیں یہ وہ لائل ہیں جو قطعی الثبوت ہیں اس حجت کے بعد کسی بھی معقول انسان کے پاس صرف دو ہی راستے رہ جاتے ہیں، یا تو وہ حق کو قبول کر لے، یا پھر اپنی ہٹ دھرمی پہ قائم رہتے ہوئے کج روی اختیار کئے رکھے اور اس کا یہ انکار محض اس کی ضد اور تکبر و عناد کے باعث ہو گا کیونکہ قرآنی ابلاغ کے دیئے گئے تمام تر عقائد ہر قسم کی پیچیدگی سے صاف ہیں اور ان میں کوئی بھی ضعف نہیں ہے جیسا کہ نفس پرست لوگ کہتے ہیں، انہی لوگوں کے لئے اقبال کہہ گئے ہیں:

خرد کی تنگ دامانی سے فریاد — تجلی کی فراوانی سے فریاد
گوارا ہے اسے نظارہ غیر — نگہ کی نامسلمانی سے فریاد[23]

{فَلاَ تَتَّبِعُواْ الْهَوَى أَن تَعْدِلُواْ وَإِن تَلْوُواْ أَوْ تُعْرِضُواْ فَإِنَّ اللّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا}[24]

"پس تم خواہش نفس کے پیچھے پڑ کر انصاف نہ چھوڑ دینا اور اگر تم نے کج بیانی یا پہلو تہی کی تو جان لو کہ جو کچھ تم کرو گے اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے "

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں: {فَلاَ تَتَّبِعُواْ الْهَوَى أَن تَعْدِلُواْ} الْهَوَی، ھدی اللہ کی ضد ہے، یعنی اگر تم نے اللہ تعالیٰ کی یہ ہدایت چھوڑ کر اپنی خواہشات اور بدعات کی پیروی کی تو تم اس قسط (انصاف) سے ہٹ جاؤ گے جس پر اللہ تعالیٰ نے تم کو قائم کیا ہے اور جس کی دعوت اور شہادت پر تم معمور کئے گئے ہو۔ قرآن کریم کے دیئے گئے نظام قسط کو بگاڑنے کی دو شکلوں {إِن تَلْوُواْ أَوْ تُعْرِضُواْ} کی طرف اشارہ ہے ایک تو یہ کہ اس کو کج کرنے، بگاڑنے اور مسخ کرنے کی کوشش کی جائے جیسا کہ یہود نے کیا تھا جس کا ذکر {يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُم بِالْكِتَابِ}[25] میں آیا ہے، اور دوسری شکل اس کی یہ ہے کہ اسے بگاڑنے کی کوشش تو نہ کی جائے، اس کی شکل باقی رہے لیکن زندگی کے بقیہ معاملات میں اس کو کوئی اہمیت نہ دی جائے۔ اس بات کا انجام بھی قرآن حکیم بتا دیتا ہے کہ ان میں سے جو بھی ظلم کرو گے اللہ تعالیٰ ان سے بے خبر نہیں ہے اور جب بے خبر نہیں ہے تو لازمی طور پر اس کی سنگین سزا بھی دے گا۔[26]

1: خواہشات نفس کی پیروی : خواہشات نفس ایک ایسا مرض ہے کہ اس میں مبتلا انسان اپنے خالق و مالک اللہ جل شانہ کی یاد سے یکسر غافل ہو جاتا ہے اور اپنی اخروی حیات کی فکر کو بالکل ہی فراموش کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے خواہش نفس کی پیروی کو حق کی ضد قرار دیا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے : {يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ}[27]

"اے داؤد ! ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنادیا تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کرو اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی مت کرو ورنہ وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی راہ سے بھٹکا دے گی، یقینا جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اس لئے کہ انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا ہے "

قرآن کریم جو انتہائی وضاحت کے ساتھ اخروی حیات کا تصور دیتا ہے گر انسان اس پر غور کرے تو بلا شبہ وہ نفسیاتی و ذہنی طور پر اسے قبول کر لے گا جو لوگ قرآنی ابلاغ کے اس مخصوص تصور کو سمجھ کر اس پر عمل کرتے ہوئے خود کو اپنے رب کی رضا کی خاطر اس گمراہی کی راہ سے محفوظ رکھتے ہیں تو ان کا رب بھی ان کو جزائے کثیر عطا کرے گا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے :

{وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى---فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى}[28]

"ہاں وہ شخص اپنے رب کے امنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا ہو گا تو اس کا ٹھکانہ جنت ہی ہے"

انسان سے مطلوب یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کی خواہشات کی مخالفت کرے تاکہ اس کا شمار اہل حق میں سے ہو جو روز محشر اپنے رب کے ہاں مقبول بندے ہوں گے۔

2: نفاق کی تباہی : نَفَقَ: نون، فا، قاف، یہ تین حروف ہیں جس کے معنی ہیں، "کسی چیز کا ختم ہو جانا یا منقطع ہو جانا" اور "کسی چیز کو چھپانا اور انتہائی پوشیدہ رکھنا"۔ یہ (النَفقُ) سے ماخوذ ہے، اس سے مراد زمین میں سوراخ (سرنگ) ہے جس میں چھپا جاتا ہے، اور اسی سے نفاق نکلا ہے، اس لئے کہ منافق کفر کو چھپائے رکھتا ہے۔[29]

نفاق کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے "خیر کا اظہار کرنا اور شر کو چھپانا"۔ حافظ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں منافق کے متعلق ابن جریرؒ کا ایک قول نقل کرتے ہیں: "منافق وہ ہے جس کا قول اس کے فعل کے مخالف ہو، اور اس کے اسرار اس کے اعلانیہ کے مخالف ہوں، اور اس کا باطن اس کے ظاہر کے اور اس کا شاہد اس کے غائب کے مخالف ہو"[30] نفاق کی دو اقسام بیان کی جاتی ہیں۔ ۱: نفاق اکبر، ۲: نفاق اصغر۔ امام ابن تیمیہؒ اس کے متعلق لکھتے ہیں: "نفاق بھی کفر کی طرح ہے، ایک نفاق اصلی نفاق سے کم درجہ کا ہے اسی لئے اکثر و بیشتر کہا جاتا ہے، ایسا کفر جو ملت سے خارج کر دیتا ہے اور ایسا کفر جو ملت سے خارج نہیں کرتا، اسی طرح نفاق اکبر اور نفاق اصغر ہے"[31]

نفاق اکبر : اسے اعتقادی نفاق بھی کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ انسان زبان سے ایمان اور اسلام کا اظہار کرے، مگر باطن میں وہ کافر ہو۔ یہ وہ نفاق ہے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھا، جس کی مذمت میں قرآن کریم نازل ہوا، انہیں کافر قرار دیا اور اللہ جل

شانہ کا فرمان ہے کہ ایسے منافقین دوزخ کے سب سے نیچے والے درجے میں رہیں گے۔ علامہ ابن رجبؒ فرماتے ہیں: "نفاق اکبر یہ ہے انسان اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسولوں پر، اس کے فرشتوں پر اور آخرت کے دن پر ایمان کا اظہار کرے، مگر باطن میں وہ ان میں سے بعض چیزوں کے یا سب چیزوں کے خلاف عقیدہ رکھتا ہو"[32] علمائے کرام اس قسم کے انسان کے لئے ایک اور اصطلاح (زندیق) بھی استعمال کرتے ہیں، علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

> "زنادقہ کا طبقہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی کا اظہار کیا، مگر کفر کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے دشمنی کو دل میں پوشیدہ رکھا، یہی لوگ منافق ہیں جو کہ جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہوں گے"[33]

نفاق اصغر : اس کو عملی نفاق بھی کہا جاتا ہے اس سے مراد یہ ہے پوشیدہ طور پر دین کے امور کی محافظت کو ترک کرنا، مگر ظاہراً اس کا اہتمام کیا جائے ، مگر اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور صحیح عقیدہ ہو۔ ابن رجبؒ فرماتے ہیں: "نفاق اصغر عملی نفاق کو کہتے ہیں اس سے مقصود یہ ہے کہ انسان اعلانیہ تو نیکی کا اظہار کرے، مگر باطن میں اس کے خلاف ہو"[34]

نفاق دراصل ہوائے نفس کی وجہ سے پیدا ہونے والی بیماری ہے انسان اگر اپنی خواہشات میں بے لگام ہو جائے تو اس بیماری کا شکار ہو جاتا ہے جو کہ بہت سی برائیوں کا موجب بنتی ہے بعض اوقات انسان کو خود بھی علم نہیں ہو پاتا کہ اس کے دل میں یہ مرض پیدا ہو چکا ہے۔ خود صحابہ کرامؓ اور ان جیسی برگزیدہ ہستیوں کے بعد سلف صالحین بھی نفاق سے اللہ جل شانہ کی پناہ مانگتے تھے۔

> **((عن حنظلة الاسیدیؓ قال: لقینی ابو بکرؓ فقال: کیف انت؟ یا حنظلة! قال: قلت: نافق حنظلة، قال: سبحان الله! ما تقول؟ قال قلت: نکون عند رسول الله ﷺ، یذکرنا بالنار والجنة، (حتیٰ) کانا رای عین، فاذا خرجنا من عند رسول الله ﷺ، عافسنا الازواج، والاولاد والضیعات، نسینا کثیرا، قال ابو بکر: فو الله انا نلقیٰ مثل هذا، فانطلقت انا و ابو بکر، حتیٰ دخلنا علیٰ رسول الله ﷺ، قلت: نافق حنظلة، یارسول الله ﷺ! فقال رسول الله ﷺ: ((وما ذاک؟)) قلت: یا رسول الله ﷺ! نکون عندک، تذکرنا بالجنة والنار، (حتیٰ) کانا رای عین، فاذا خرجنا من عندک، عافسنا الازواج، والاولاد والضیعات، نسینا کثیرا، فقال رسول الله ﷺ: ((والذی نفسی بیده! ان لو تدومون علیٰ ما تکونون عندی، و فی الذکر، لصافحتکم الملائکة علیٰ فرشکم، و فی طرقکم، ولکن، یا حنظلة! ساعة و ساعة)) ثلاث مرار))**[35]
>
> "حضرت حنظلہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: حضرت ابو بکرؓ کی مجھ سے ملاقات ہو گئی، فرمانے لگے سناؤ حنظلہؓ کیا حال ہے؟ تو میں نے کہا کہ حنظلہ منافق ہو گیا؟ فرمایا: سبحان اللہ یہ کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہوتے ہیں اور آپ ﷺ ہمیں جنت و دوزخ کی یاد دلاتے رہتے ہیں گویا کہ ہم انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ہم بیوی، بچوں اور زمینوں وغیرہ کے معاملات میں مشغول ہو جاتے ہیں اور ہم بہت ساری باتوں کو بھول جاتے ہیں، حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا کہ اللہ جل شانہ کی قسم ہمارے

ساتھ بھی ایسا معاملہ پیش آتا ہے، میں اور ابو بکرؓ چلے یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ! حنظلہ تو منافق ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا وجہ ہے؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہم آپ کی خدمت میں ہوتے ہیں تو آپ ﷺ ہمیں جنت و دوزخ کی یاد دلاتے رہتے ہیں، ایسا محسوس ہوتا ہے گویا ہم انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، جب ہم آپ ﷺ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ہم اپنے بیوی، بچوں اور زمین کے معاملات وغیرہ میں مشغول ہو جانے کی وجہ سے بہت ساری باتوں کو بھول جاتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر تم اسی کیفیت میں ہمیشہ رہو جس حالت میں میرے پاس ہوتے ہو، ذکر میں مشغول ہوتے ہو تو فرشتے تمہارے بستروں پر تم سے مصافحہ کریں اور راستوں میں بھی، لیکن اے حنظلہ ایک گھڑی (یاد کی) ہوتی ہے اور دوسری (غفلت کی) اور آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا"۔

اس طرح کی اور بھی بہت سی روایات ہیں کہ جن میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم واجمعین اس بات سے بہت خوف کھاتے تھے کہ ان کے دل میں نفاق پیدا نہ ہو جائے کیونکہ ان متقی لوگوں کو اپنے ایمان و دین کی سلامتی کی بہت فکر لاحق رہتی تھی وہ اس میں کسی بھی قسم کی ملاوٹ نہیں چاہتے تھے ان کے نفوس میں قرآنی ابلاغ کی تاثیر اس قدر نفوذ پذیر تھی کہ وہ اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ دن ہو یا رات، تنہائی ہو یا محفل اسی ابلاغ کی پیروی میں گزارنے کی پوری کوشش کیا کرتے تھے، وہ دعاؤں میں اللہ جل شانہ کی نفاق سے پناہ طلب کیا کرتے تھے۔ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں: "میں نے رسول اللہ ﷺ کے تیس صحابہ کرامؓ کو دیکھا ہے وہ سب اپنے نفس پر نفاق سے ڈرتے تھے، اور ان میں سے کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کرتا تھا کہ وہ جبرئیل اور میکائیل جیسے ایمان والا ہے"[36]

اب یہاں اس سے مراد وہ نفاق نہیں ہے جو کہ اصل ایمان کا الٹ ہے، بلکہ وہ امور مراد ہیں جو ایمان کے ساتھ جمع ہو جاتے ہیں اور مسلمان منافق ہو جاتا ہے۔قرآن کریم میں نفاق کو مختلف اصطلاحات سے بیان کیا گیا ہے مثلاً :

3: دلوں کا مرض: {فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللهُ مَرَضاً وَلَهُم عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ}[37]

"ان کے دلوں میں ہی ایک مرض ہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس مرض میں اور بڑھا دیا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے، اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ کہتے تھے"

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں: "ان کے دلوں میں شہوات اور شبہات کے امراض پیدا ہوئے، جنہوں نے ان کو ہلاک کر کے رکھ دیا، اور یہ بڑے گناہ ان کے ارادوں اور نیتوں پر غالب آ گئے جنہوں نے ان لوگوں کو فساد میں مبتلا کر دیا اور یہ فساد کبھی انہیں ہلاکت کے دروازے تک پہنچا دیتا ہے، اور بڑے بڑے ڈاکٹر اور اطباء ان کے علاج سے عاجز آ جاتے ہیں یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: {فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللهُ مَرَضاً} "ان کے دلوں میں بیماری تھی اور اللہ نے انہیں بیماری میں مزید بڑھا دیا"۔[38]

4: شہوانی طمع: ارشاد ربانی ہے :**{فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا}**[39]

"بات کرنے میں نرمی نہ کرو، کہ جس کے دل میں بیماری ہے وہ طمع کر بیٹھے اور وہ بات کہو جو اچھی ہے"

ابن جریر اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: وہ انسان طمع کرنے لگے جس کے دل میں بیماری ہو، یہ بیماری دل میں ایمان کی کمزوری کی وجہ سے ہے۔ یا تو وہ انسان اسلام میں شک کرنے والا ہے اس وجہ سے وہ منافق ہے، اسی لئے وہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کو حقیر سمجھتا ہے یا پھر ایسا انسان شہوت پرستی میں مبتلا ہونے کو معمولی سمجھتا ہے۔[40]

5: تکبر، بڑائی: ارشاد ربانی ہے: {وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ }[41] "اور جب ان سے کہا جائے آؤ اللہ کے رسول ﷺ تمہارے لئے بخشش کی دعا کرے تو وہ اپنے سر پھیر لیتے ہیں اور تو انہیں دیکھے گا کہ وہ منہ پھیر لیں گے، اس حال میں کہ وہ تکبر کرنے والے ہیں "

اور اتنی بڑی سعادت سے منہ موڑنے کی واحد وجہ ان کا تکبر ہوتا ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ کے اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے تو اس تکبر واستکبار کی سزا بھی قرآن کریم میں یوں آتی ہے:

{سَوَاء عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ}[42]

"ان پر برابر ہے کہ آپ ﷺ ان کے لئے بخشش کی دعا کریں، یا ان کے لئے بخشش کی دعا نہ کریں، اللہ تعالیٰ ان کو ہر گز معاف نہیں کرے گا، بے شک اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا"

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

((عن عبد اللہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: ((لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من کبر، ولا یدخل النار من کان فی قلبہ مثقال خردل من ایمان))[43]

"حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے دل میں رائی برابر بھی کبر (غرور) ہو گا وہ کبھی جنت میں داخل نہیں ہو گا، اور جس شخص کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہو گا وہ کبھی جہنم میں داخل نہیں ہو گا "

6: آیات الٰہی کا تمسخر: ارشاد الٰہی ہے: {يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ أَن تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِم قُلِ اسْتَهْزِئُواْ إِنَّ اللّهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُونَ }[44] "منافقین کو اس بات کا کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کہیں مسلمانوں پر کوئی صورۃ نہ اترے، جو ان کے دلوں کی باتیں ان کو بتلادے، کہہ دیجئے کہ مذاق اڑاتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کرنے والا ہے جس سے تم ڈر، دبک رہے ہو "

ابن جریر لکھتے ہیں: منافقین کو اس بات کا خدشہ رہا کرتا تھا کہ کہیں کوئی ایسی سورۃ نہ نازل ہو جائے جو ان کے دل کے راز آشکار کر دے، یعنی مؤمنین کے سامنے ان کے دل کا کفر و نفاق ظاہر کر دے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں نازل کی، اس لئے کہ منافقین نے رسول اللہ ﷺ پر عیب نکالا تھا، اور رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی کچھ باتوں کا ذکر کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمارا راز آشکار نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ ان سے کہہ دیجئے: {اسْتَهْزِئُواْ} مذاق کئے

جاؤ، یہ انہیں دھمکی دی جارہی ہے اور عذاب سے ڈرایا جارہا ہے کہ : {إِنَّ اللّٰہَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُونَ} "بے شک اللہ تعالیٰ اس چیز کو باہر نکالنے والا ہے جس سے تم ڈرتے ہو"۔[45]

7: مؤمنین کا تمسخر: قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے :{وَإِذَا لَقُواْ الَّذِينَ آمَنُواْ قَالُواْ آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْاْ إِلَى شَيَاطِينِهِمْ قَالُواْ إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ---اللّٰہُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ}[46]

"اور جب وہ ان لوگوں سے ملتے ہیں جو ایمان لائے تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اور جب اپنے شیطانوں کی طرف اکیلے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں بے شک ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو صرف مذاق اڑانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ استہزاء کرتا ہے اور انہیں ڈھیل دے رہا ہے، اپنی ہی سرکشی میں حیران پھرتے ہیں "

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں: "ان میں سے ہر ایک کے دو چہرے ہیں، ایک وہ چہرہ ہے جس سے وہ مومنین سے ملتے ہیں اور دوسرا وہ چہرہ ہے جس کے ساتھ وہ اپنے ملحد بھائیوں کے پاس واپس پلٹتے ہیں اور ان کی دو زبانیں ہیں، ایک زبان وہ ہے جس سے وہ ظاہری طور پر مسلمانوں کے ساتھ ملتے ہیں اور دوسری زبان وہ ہے جو ان کے دل میں چھپے رازوں کی ترجمان ہے۔ان لوگوں نے کتاب وسنت سے اعراض اس لئے کیا ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے ماننے والوں کو حقیر سمجھتے ہیں اور انہوں نے وحی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے انکار کیا، اس لئے کہ وہ اپنے پاس موجود اس علم پر خوش تھے جس کا زیادہ ہونا انہیں کچھ بھی کام نہ آیا سوائے اس کے کہ ان کے شر اور تکبر یعنی ان کی بد بختی اور شقاوت میں اور بھی اضافہ ہو گیا اس لئے آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ ہمیشہ تعلیمات وحی پر عمل کرنے والوں کا مذاق اڑاتے رہتے ہیں جس کا بدلہ ان کو یہ ملتا ہے:[47] {اللّٰہُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ}[48]

"اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ استہزاء کرتا ہے اور انہیں ڈھیل دے رہا ہے، اپنی ہی سرکشی میں حیران پھرتے ہیں "

8: بخل کی ترغیب : ارشاد ربانی ہے :{هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنفِقُوا عَلَى مَنْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنفَضُّوا وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ}[49]

"یہ وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے پاس ہیں، یہاں تک کہ وہ منتشر ہو جائیں، حالانکہ آسمانوں کے اور زمین کے خزانے اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں اور لیکن منافق نہیں سمجھتے "

((عن زید بن ارقمؓ قال: کنت فی غزاۃ فسمعت عبد اللہ بن ابی یقول: لا تنفقو علی من عند رسول اللہ ﷺ حتیٰ ینفضو ا من حولہ، ولئن رجعنا من عندہ لیخرجن الاعز منھا الاذل، فذکرت ذٰلک لعمی او لعمر فذکرہ للنبی ﷺ فدعانی فحدثتہ، فارسل رسول اللہ ﷺ الی عبد اللہ بن ابی و اصحابہ فحلفو ا ما قالو ا، فکذبنی رسول اللہ ﷺ و صدقہ، فاصابنی ھم لم یصبنی مثلہ قط، فجلست فی البیت فقال لی عمی: ما اردت الی ان کذبک رسول اللہ ﷺ و مقتک؟ فانزل اللہ تعالی: {إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ}[50] فبعث الی النبی ﷺ فقرا فقال: ((ان اللہ قد صدقک یا زید))[51]

"سیّدنا زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں نکلے جس میں مسلمانوں کو سخت آزمائش کا سامنا کرنا پڑا تو عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں یہاں تک کہ وہ آپ ﷺ کے پاس سے جدا اور دور ہو جائیں۔ اور عبداللہ بن ابی نے یہ بھی کہا اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹے تو عزت والے لوگ مدینہ سے ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے۔ میں نے اس کا ذکر اپنے چچا سے یا سیّدنا عمرؓ سے کیا، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے مجھے بلایا میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بات کی خبر دی، آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو بلانے کے لئے بھیجا پھر اس سے پوچھا تو اس نے قسم کھا کر کہا، میں نے ایسا نہیں کیا اور کہنے لگا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے جھوٹ بولا ہے۔ صحابی رسول ﷺ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کی اس بات سے میرے دل میں بہت رنج اور دکھ واقع ہوا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میری تصدیق کے لئے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: {إِذَا جَاءكَ الْمُنَافِقُونَ} "جب تمہارے پاس منافقین آئے" تو رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس ایک آدمی بھیجا اور آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا "اے زید بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق کر دی ہے"۔

9: حماقت، کم عقلی: ارشاد ربانی ہے-{وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُواْ كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُواْ أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاء أَلا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاء وَلَكِن لاَّ يَعْلَمُونَ}[52] "اور جب ان سے کہا جاتا ہے ایمان لاؤ جس طرح لوگ ایمان لائے ہیں، تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جیسے بے وقوف ایمان لائے ہیں؟ سن لو! بے شک وہ خود ہی بے وقوف ہیں اور لیکن وہ نہیں جانتے "

علامہ ابن قیم لکھتے ہیں: ان منافقین کے نزدیک کتاب وسنت کے ساتھ مضبوطی سے چمٹے رہنے والے اہل ظاہر ہیں، جنہیں معقولات کا بہت ہی کم حصہ ملا ہے، اور نصوص شریعہ پر عمل کرنے والا اور منقولات کو نقل کرنے والا ان کی نظروں میں اس گدھے کی طرح ہے جو کہ بوجھ اٹھائے ہوئے ہے اور تعلیمات وحی پر عمل کرنے والا سراسر نقصان میں ہے، ایسا انسان ان منافقین کی نظر میں قابل قبول نہیں ہے، اتباع کرنے والوں کو یہ لوگ بے وقوف کہتے ہیں اور یہ منافق ان سچے مسلمانوں کے متعلق اپنی مجلسوں میں باتیں کرتے ہیں۔[53]

10: کفار کی طرف رغبت :اللہ جل شانہ قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں :

{بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا---الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاء مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَيَبْتَغُونَ عِندَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ العِزَّةَ لِلّهِ جَمِيعًا}[54]

"منافقین کو خوشخبری دے دو کہ بے شک ان کے لئے ایک دردناک عذاب ہے، وہ جو کافروں کو مومنوں کے سوا دوست بناتے ہیں، کیا وہ ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں؟ تو بے شک عزت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے "

ابن جریرؒ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم ﷺ سے فرمارہے ہیں: اے محمد ﷺ! {بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ} "آپ ﷺ ان منافقین کو بشارت سنادیجیئے" وہ منافق جو کہ میرے ساتھ کفر کرنے والوں کو اور میرے دین میں الحاد پیدا کرنے والوں کو اپنے اولیاء اور دوست بناتے ہیں اور مومنین کو چھوڑ دیتے ہیں، یعنی مومنین کے برعکس ایسے لوگوں سے دوستی لگاتے ہیں کہ: {أَيَبْتَغُونَ عِندَهُمُ الْعِزَّةَ} "کیا وہ ان کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں"؟ یعنی قوت، حفاظت اور پاسداری کی تلاش میں ان سے دوستی لگاتے ہیں اور اہل ایمان سے بے رخی برتتے ہیں، آپ ﷺ ان سے کہہ دیجیئے: {فَإِنَّ العِزَّةَ لِلّهِ جَمِيعًا} "بے شک عزت تو ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ تو جو لوگ عزت کی تلاش میں کفار کو اپنے دوست بناتے ہیں حقیقت میں یہی لوگ ذلیل اور حقیر ہیں ان منافقین نے مومنین کو اپنا دوست بنا کر ان کے پاس عزت اور قوت کیوں نہیں تلاش کی؟ کیونکہ مدد تو اس اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے جس کے لئے تمام قوت اور عزت ہے، جو جس کو چاہے عزت دے جس کو چاہے ذلت دے، وہ ان کو عزت بھی دیتا ہے اور قوت سے بھی نوازتا ہے"۔[55]

11: مال کے حریص :ارشاد باری تعالیٰ ہے :

{الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ فَإِن كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّهِ قَالُواْ أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ وَإِن كَانَ لِلْكَافِرِينَ نَصِيبٌ قَالُواْ أَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُم مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ فَاللّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَن يَجْعَلَ اللّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلاً}[56]

"وہ جو تمہارے بارے میں انتظار کرتے ہیں، پھر اگر تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی فتح ہو جائے تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے اور اگر کافروں کو کوئی حصہ مل جائے تو کہتے ہیں کیا ہم تم پر غالب نہیں ہو گئے تھے اور ہم نے تمہیں ایمان والوں سے نہیں بچایا تھا، پس اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ کافروں کے لئے مومنوں پر ہر گز کوئی راستہ نہیں بنائے گا "

ابن جریرؒ لکھتے ہیں: "اللہ جل شانہ فرمارہے ہیں کہ: {الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ} "یہ لوگ تمہارے انجام کار کا انتظار کرتے رہتے ہیں" یعنی اے مومنو تمہارے انجام کے انتظار میں رہتے ہیں {فَإِن كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللهِ قَالُواْ أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ} "پھر اگر تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی فتح ہو جائے تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے" یعنی اگر اللہ جل شانہ تمہیں تمہارے دشمن پر فتح عطا کر دیں اور تمہیں مال غنیمت حاصل ہو جائے تو تم سے کہنا شروع کر دیتے ہیں: کیا ہم تمہارے ساتھ مل کر جہاد نہیں کرتے تھے، اور غزوات میں تمہارے ساتھ شریک نہیں تھے؟ تو ہمیں بھی مال غنیمت میں سے ہمارا حصہ دو، اس لئے کہ جنگ میں بھی ہم تمہارے ساتھ شریک تھے پھر فرمایا: {وَإِن كَانَ لِلْكَافِرِينَ نَصِيبٌ قَالُواْ أَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُم مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ} "اور اگر کافروں کو کوئی حصہ مل جائے تو کہتے ہیں کیا ہم تم پر غالب نہیں ہو گئے تھے اور ہم نے تمہیں ایمان والوں سے نہیں بچایا تھا" یعنی اس کے برعکس اگر کفار غالب آجائیں تو یہی منافقین کفار کے پاس جا کر یوں کہتے ہیں: کیا ہم نے اس وقت تمہارا ساتھ نہیں دیا تھا یہاں تک کہ تم ان لوگوں پر غالب آگئے، اور پم اس وقت تک تمہیں کمک پہنچاتے رہے یہاں تک کہ تم نے انہیں ذلیل کر دیا اور وہ لوگ تم سے ڈر کر بھاگ گئے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے انجام کا یوں ذکر فرماتے ہیں: {فَاللهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ} "پس اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان قیامت کے دن فیصلہ

کرے گا" یعنی روز محشر مومنین اور منافقین کے مابین فیصلہ ہو جائے گا، اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا جبکہ منافقین اور کفار سبھی جہنم میں جائیں گے اور وہیں رہیں گے"۔[57]

12: عبادت سے بے رغبتی :ارشاد ربانی ہے:

{ إ نَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُواْ إِلَى الصَّلاَةِ قَامُواْ كُسَالَى يُرَآؤُونَ النَّاسَ وَلاَ يَذْكُرُونَ اللّهَ إِلاَّ قَلِيلاً}[58]

بے شک منافق لوگ اللہ تعالیٰ سے دھوکے بازی کر رہے ہیں، حالانکہ وہ ان سے دھوکے میں مبتلا رکھنے والا ہے اور جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سست ہو کر کھڑے ہوتے ہیں، لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتے مگر بہت ہی کم"

مولانا امین احسن اصلاحی اس آیت مبارکہ کے متعلق لکھتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ منافقین صرف اللہ تعالیٰ کے بندوں کو ہی دھوکا نہیں دے رہے بلکہ اللہ تعالیٰ کو بھی دھوکہ دینا چاہتے ہیں، درحقیقت وہ خدائے بزرگ وبرتر کو دھوکہ نہیں دے رہے بلکہ خود اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ایسے خائن لوگوں کی رسی دراز کر دیتا ہے جس سے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے خدا کو دھوکہ دے رکھا ہے حالانکہ خود دھوکے میں ہوتے ہیں اور یہ {وَإِذَا قَامُواْ إِلَى الصَّلاَةِ} ان کی اس دھوکہ بازی کی مثال ہے، یعنی نماز کے لئے اٹھتے ہیں تو طبیعت پر جبر کر کے، اکسائے ہوئے، مارے باندھے، محض اس ڈر سے اٹھتے ہیں کہ اگر شریک جماعت نہ ہوئے تو مسلمانوں کے رجسٹر سے نام خارج ہو جائے گا۔ یہ محض دکھاوے کی نماز ہوتی ہے کہ مسلمان ان کو اپنے اندر شامل سمجھیں اس وجہ سے اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اتنا ہی ہوتا ہے جتنا مجبوری اور دکھاوے کی نماز میں ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صریح دھوکہ بازی ہے، فرمایا یہ خدا کے راندے ہوئے ہیں، اس نے ان کو بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیا ہے اور جن کو خدائے بزرگ وبرتر نے بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیا ہو تو ان کو راہ راست پر کون لا سکتا ہے؟

اس آیت کریمہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس دور میں مسجد کی حاضری ایمان اور کفر کے درمیان ایک علامت فارق کی حیثیت رکھتی ہے، جو شخص بلا کسی عذر معلوم کے مسجد سے غیر حاضر رہتا ہے اس کے لئے اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار کرانا ہی ناممکن ہو جاتا ہے، ایک وہ دور تھا اور اب یہ دور آیا ہے، جماعت کی حاضری تو درکنار سرے سے نماز پڑھنا ہی مسلمان سمجھے جانے بلکہ مسلمانوں کا لیڈر مانے جانے کے لئے بھی ضروری نہیں رہا ہے۔[59]

13: تذبذب و تشکیک :اللہ جل شانہ اپنی آخری کتاب قرآن حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں:

{مُّذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذَلِكَ لاَ إِلَى هَـؤُلاء وَلاَ إِلَى هَـؤُلاء وَمَن يُضْلِلِ اللّهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ سَبِيلاً}[60]

"اس کے درمیان متردد ہیں، نہ ان کی طرف ہیں اور نہ ہی ان کی طرف ہیں اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے پھر تو اس کے لئے ہرگز کوئی راستہ نہیں پائے گا"

مولانا امین احسن اصلاحی اس آیت کریمہ کی وضاحت میں لکھتے ہیں {مُّذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذَلِكَ} (ذَبْذَبَ الشَّئَ) کے معنی ہیں "چیز فضا میں ٹنگی ہوئی حرکت کر رہی ہے" (ذَبذَبَ الرَجُلُ) کے معنی ہیں "آدمی حیران اور متردد ہے"۔ {بَيْنَ ذَلِكَ لاَ إِلَى هَؤُلاء وَلاَ إِلَى هَؤُلاء} یعنی نہ تو مسلمانوں کے ساتھ ہیں اور نہ ہی کفار کے ساتھ ہیں، دونوں کے بیچ میں حیران و درماندہ ہیں، کبھی مسلمانوں کے پاس جا کر ان کو اطمینان دلاتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں اور کبھی کفار کے پاس جا کر ان کو اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ ہم آپ کے حمایتی و مددگار ہیں حالانکہ حقیقت میں وہ کسی کے بھی ساتھ نہیں ہیں، دو گلّوں کے بیچ میں بھٹکنے والی بکری کی مانند ہیں جو کبھی ایک گلے میں تو کبھی دوسرے گلے میں شامل ہو جاتی ہے۔ كُسَالَى (سستی سے)، يُرَآؤُونَ (دکھاوا کرتے ہیں)، مُّذَبْذَبِيْنَ (متردد ہیں)، ان تینوں حالوں میں پڑے ہوئے ہیں ان تینوں کیفیات کو بیک وقت چشم تصور میں لانے سے صحیح تصویر سامنے آئے گی۔[61]

قرآن کریم یہاں ہوائے نفس میں مبتلا افراد کی نفسیاتی کیفیت بیان کر رہا ہے کہ ایسے لوگ ہمیشہ یقین و اطمینان کی دولت سے دور رہتے ہیں وہ اپنے مفادات کے پیچھے بھاگتے بھاگتے اخلاص سے بالکل ہی بے بہرہ ہو جاتے ہیں وہ ہدایت اور گمراہی دونوں راستوں کے بیچ میں ڈانواں ڈول ہی رہتے ہیں یہ اپنے دین کے متعلق حیران اور سر گرداں ہوتے ہیں، حقیقی معنوں میں ان کا اعتقاد کسی بھی نظریئے پر قائم نہیں ہوتا، وہ نہ تو مومنین کے ساتھ ان کے دین کی حقانیت اور بصیرت پر ہوتے ہیں اور نہ ہی کفار و مشرکین کے ساتھ ان کی اعتقادی گمراہی و جہالت پر ہوتے ہیں بلکہ ان دو راہوں کے درمیاں حیران و متذبذب رہتے ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

((عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال:((مَثَلُ المُنَا فِقِ كَمَثَلِ الشَاة العَا ءِرَة بَينَ الغَنَمَينِ تَعِيرُ إِلىٰ هذِه مَرَّة وَ إِلىٰ هذِه مَرَة))[62]

"حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان ماری ماری پھرتی ہے کبھی اس ریوڑ چرتی ہے تو کبھی اس ریوڑ میں چرتی ہے "

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

"اَلعَاءِرَةِ" متردد اور سر گرداں کو کہتے ہیں جس کو علم نہیں ہوتا کہ وہ کن کے ساتھ چلے، اور "تعیر" کے معنی ہیں کہ متردد اور حیران اِدھر اُدھر آتی جاتی ہے"[63]

☆ عزت وذلت کا دینی معیار:

{وَلاَ تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِم مِّن شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِم مِّن شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ}[64]

"اور انہیں دور نہ کرو جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور شام اس کی رضا چاہتے ہیں تم پر ان کے حساب سے کچھ نہیں اور ان پر تمہارے حساب سے کچھ نہیں پھر اگر تم انہیں دور کرو تو یہ کام انصاف سے بعید ہے"

جن لوگوں نے انسان ہونے کے باوجود انسانیت کو نہیں پہچانا بلکہ انسان کو دنیا کے مختلف جانوروں میں سے ایک ہوشیار جانور قرار دیا، جس نے دوسرے جانوروں کو اپنا تابع و محکوم بنا کر سب سے خدمت لی، ان کے نزدیک انسان کی تخلیق کا منشاء اس کے سوا ہو ہی کیا سکتا ہے کہ وہ ایک جانور کی طرح کھانے پینے، سونے جاگنے اور دوسرے حیوانی جذبات کی تکمیل کو ہی انسانی حیات کا مقصد سمجھ بیٹھے ہیں اور جب مقصد حیات یہ ہو گا تو یہ بھی ظاہر ہے کہ اس دنیا میں اچھے برے، بڑے چھوٹے، عزت و ذلت، شریف و رذیل کی پہچان کا معیار یہی ہو سکتا ہے کہ جس کے پاس اس طرح کی ضروریات زندگی کے لئے وسائل وافر مقدار میں ہوں گے وہی کامیاب، باعزت اور شریف سمجھا جائے گا اور جس کے پاس یہ دنیاوی وسائل کم ہوں وہ بے عزت، ناکام و نامراد ہے۔ انصاف کی بات یہ ہے کہ اس عقیدہ و نظریہ پر پر اخلاق و اعمال صالحہ کی کوئی بحث ہی انسان کے شریف اور معزز ہونے میں نہیں آتی، بلکہ وہی اعمال عمل صالح اور اخلاق خلق حسن ہو گا جس کے ذریعہ یہ حیوانی مقاصد اچھی طرح پورے ہو سکیں۔ اسی لئے تمام انبیائے کرامؑ اور ان کے لائے ہوئے دین و مذہب کا پہلا اور آخری سبق یہی رہا ہے کہ اس زندگی کے بعد ایک دوسری زندگی ہو گی جو کہ دائمی اور غیر منقطع ہو گی وہاں کی راحت بھی مکمل اور دائمی ہو گی اور تکالیف و عذاب بھی مکمل اور دائمی ہو گا، دنیا کی زندگی بذات خود مقصد نہیں ہے بلکہ دائمی زندگی میں جو اعمال کام آنے والے ہیں ان کی فراہمی ہی اس چند روزہ زندگی کا اصل مقصد ہے۔

انسان و حیوان میں بنیادی فرق یہی ہے کہ حیوانات کو اخروی حیات کی کوئی فکر نہیں ہے، برخلاف انسان کے، کہ اس کی سب سے بڑی فکر اہل عقل و دانش کے نزدیک اخروی اندگی کی فلاح ہے۔ اسی عقیدہ و نظریہ پر عزت و ذلت کا معیار قائم ہوتا ہے یعنی زیادہ مال جمع کر لینا یا وسائل کی فراوانی باعث عزت و کامیابی نہیں بلکہ اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ ہیں۔ دنیا میں انسانیت نے جب بھی انبیاء کرامؑ کی ہدایات و تعلیمات اور آخرت کے تصور سے غافل ہوئی تو اس کا طبعی نتیجہ سامنے آگیا کہ عزت و ذلت ماپنے کے پیمانے ہی بدل گئے جس میں ظاہری چمک و وسائل کی فراوانی کو ہی کامیابی کا معیار سمجھا جانے لگا تو انسان بس اسی عزت کے حصول کے لئے مصروف ہو گیا جس کے لئے ہر اچھے برے کی تمیز بھول گیا اخلاق حسنہ کو یکسر فراموش کر دیا۔ اسلام دین فطرت ہے اور قرآنی ابلاغ بار بار اسی فطرت کو ابھارتا ہے انسان کو عقلی و نقلی تمام دلائل سے سمجھاتا ہے ایسے قوی دلائل جو اس کی نفسیات کو حد درجہ متاثر کرتے ہیں۔ مزید برآں بنی نوع انسان کی حقیقی کامیابی کا معیار ہی اس کی دنیا سے بے رغبتی اور بے نیازی کو بنا دیا گیا رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات میں جابجا اس امر کی طرف تحریک ملتی ہے جس سے انسان کا ہوائے نفس کے متعلق زاویہ فکر ہی تبدیل ہو کر رہ جاتا ہے، اس ضمن میں آپ ﷺ کے چند ارشادات گرامی نقل کئے جاتے ہیں۔

((عن ابی هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: ((يدخل الفقراء الجنة قبل الاغنياء بخمسِمَا ءة عام، نصف يوم))[65]

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فقراء مسلمین اغنیاء سے نصف یوم پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور

نصف یوم پانچ سو سال کا ہے"۔ ابو عیسیٰ کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے ۔

((عن عائشه قالت: قال لی رسول الله ﷺ: ((اذا اردت اللحوق بی فلیکفک من الدنیا کزاد الراکب، و ایاک و مجالسة الاغنیاء، ولا تستخلقی ثوباَ حتی ترقعیه))[66]

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو تمہارے پاس اتنا ہی مال ہونا چاہئے جتنا کسی سوار کا سفر خرچ ہو اور تم اپنے آپ کو امیروں کی مجلس سے دور رکھنا اور پیوند لگانے سے پہلے کسی کپڑے کو پرانا نہ کرنا" ابو عیسیٰ کہتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے

((عن ابی هریرة، عن النبی ﷺ انه قال: ((من رای من فضل علیه فی الخلق والرزق، فلینظر الی من هو اسفل منه ممن هو فضل علیه فانه اجدر ان لا یزدری نعمة الله (علیه))[67]

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو اس کے رزق میں اور اس کی صورت میں فضیلت دی گئی ہو، اسے ایسے شخص کی طرف دیکھنا چاہئے جو اس کی بہ نسبت کمتر ہو، یہ اس کے زیادہ لائق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو کمتر نہیں جانے گا۔

((یروی عن عون بن عبد الله قال: صحبت الاغنیاء فلم ار احدا، اکثر هما منی، اری دابة خیرا من دابتی، و ثوبا خیرا من ثوبی، و صحبت الفقراء فاسترحت))[68]

عون بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں امیروں کی مجلس میں رہا تو مجھے یہی غم رہتا تھا کہ فلاں کی سواری میری سواری سے اچھی ہے اور فلاں کے کپڑے میرے کپڑوں سے اچھے ہیں اور جب میں فقراء کی مجلس میں آیا تو میں پر سکون ہو گیا "

((عن انس ان رسول الله ﷺ قال: ((الهم احیینی مسکینا و امتی مسکینا واحشرنی فی زمرة المساکین یوم القیامة)) فقالت عائشه: لم یا رسول الله ﷺ؟ قال: ((انهم یدخلون الجنة قبل اغنیائهم باربعین خریفاَ، یا عائشه! احبی المساکین و قربهم فان الله یقربک یوم القیامة))[69]

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ مجھے بطور مسکین زندہ رکھنا اور بطور مسکین میری روح قبض کرنا اور قیامت کے روز مجھے مسکین ہی کی حیثیت سے اٹھانا، حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا، یا رسول اللہ ﷺ اس کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مسکین قیامت کے دن اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل کئے جائیں گے، اے عائشہؓ مسکین کو کبھی رد نہ کرنا خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دو، اے عائشہؓ مسکینوں سے محبت کرو اور ان کو اپنے قریب رکھو، تو بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں اپنے قریب رکھے گا" ابو عیسیٰ کہتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے

((حارثه بن وهب الخزاعی قال: سمعت النبیﷺ یقول: ((الا اخبرکم باهل الجنة؟ کل ضعیف متضعف لو اقسم علی الله لابره، الا اخبرکم باهل النار؟ کل عتل جواظ مستکبر))[70]

حضرت حارثہ بن وہبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: کیا میں تمہیں اس شخص کی خبر نہ دوں جو جنت کا اہل ہے؟ ہر وہ شخص جو بہت کمزور ہو اگر وہ قسم کھالے کہ اللہ تعالیٰ فلاں کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ

اس کی قسم پوری کر دے گا، کیا میں تم کو اس شخص کی خبر نہ دوں جو کہ دوزخ کا اہل ہے؟ ہر وہ شخص جو بد مزاج، سر کش اور متکبر ہو"۔

((عن مصعب بن سعد قال: رای سعدؓ ان له فضلا علی من دونه، فقال النبی ﷺ: ((هل تنصرون و ترزقون الا بضعفائکم))[71]

مصعب بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ یہ گمان کرتے تھے کہ انہیں دوسروں پر فضیلت ہے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: صرف کمزور لوگوں کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تم کو رزق دیا جاتا ہے۔

((عن ابی الدرداء قال: سمعت النبی ﷺ یقول: ((ابغونی فی ضعفائکم فانما ترزقون و تنصرون بضعفائکم))[72]

حضرت ابو الدرداءؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: کہ مجھے ضعفاء اور کمزور لوگوں میں تلاش کرو کیونکہ صرف ضعفاء اور کمزور لوگوں کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے"۔ابو عیسیٰ کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

دنیا سے بے رغبتی و زہد و قناعت کی اہمیت کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ قرآنی ابلاغ انسانی نفس کے حقوق و خواہشات کو کسی بھی طرح مسترد کرتا ہے یا ان کی حوصلہ شکنی کرتا ہے بلکہ یہ تو ان کا مکمل خیال رکھتے ہوئے انسانی نفسیات پر اس انداز میں اثر انداز ہوتا ہے کہ وہ ان تمام حقوق و فرائض کی اہمیت کو دل سے تسلیم کرتے ہوئے اپناتا ہے۔

نتائج: (Conclusion)

نفس کی مثال ایک گھوڑے جیسی ہے جس کی لگامیں انسان کے ہاتھ میں تھما دی گئی ہیں، اب یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ اس گھوڑے کو بدی کے دشوار گزار اور الٹے رستوں پر لے جاتا ہے جن کی نہ تو کوئی منزل ہے اور نہ ہی کوئی ٹھکانہ ہے، یا پھر اس سر کش گھوڑے کو قابو میں رکھتے ہوئے سیدھے راستے پر چلاتا ہے اور نیکی کی سہانی منزل کی طرف گامزن ہوتا ہے۔ گویا انسان کا نفس اسے بھٹکانے پہ ہر پل تیار رہتا ہے اگر انسان اس کو خیر کے افعال میں مصروف نہ کرے تو یہ انسان کو شر میں مبتلا کر دے گا۔ جو لوگ اپنی ہوائے نفس کی تکمیل کرنے میں مشغول ہیں وہ اندر سے ضعف ہمت اور کمزور ارادوں کے شکار ہیں جو مشکلات کا سامنا کرنے سے کتراتے ہیں وہ آرام طلب زندگی کو ہی ترجیح دیتے ہیں خواہ وہ ذلت آمیز ہی کیوں نہ ہو جبکہ مشقت بھری با عزت زندگی انہیں قبول نہیں ہے۔اسلام دین فطرت ہے اور قرآنی ابلاغ بار بار اسی فطرت کو ابھارتا ہے انسان کو عقلی و نقلی تمام دلائل سے سمجھاتا ہے ایسے قوی دلائل جو اس کی نفسیات کو حد درجہ متاثر کرتے ہیں۔ مزید برآں بنی نوع انسان کی حقیقی کامیابی کا معیار ہی اس کی دنیا سے بے رغبتی اور بے نیازی کو بنا دیا گیا رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات میں جابجا اس امر کی طرف تحریک ملتی ہے جس سے انسان کا ہوائے نفس کے متعلق زاویہ فکر ہی تبدیل ہو کر رہ جاتا ہے۔اسلامی معاشرہ میں جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ قرآن کریم کا پیش کردہ توحید کا واضح تصور، اس

کی صحیح معلومات، اس کے احکام اور تقاضوں کا علم، شرک کی اقسام اور اس کے نقصانات سے آگاہی، نفسانی خواہشات کی حقیقت اور ان کے نقصانات کی نشاندہی ضروری ہے۔

مزید تحقیق کے لئے چند ممکنہ نکات:

اس موضوع کے متعلق مزید تحقیق کے لئے مندرجہ ذیل نکات زیر بحث لائے جاسکتے ہیں:

1: ہوائے نفس کو بڑھانے والے چند باطل نظریات پر بحث کی جاسکتی ہے اس ضمن میں غیر مسلم منفی تہذیبی اثرات، مادیت پرستی، سیکولرازم وغیرہ کو زیر بحث لایا جاسکتا ہے۔

2: عصری تناظر میں ہوائے نفس کی تکمیل کی بناپر معاشرہ کی بدامنی، عدم استحکام، اضمحلال کا تفصیلی جائزہ لیا جاسکتا ہے کہ معاشرے میں اس کے باعث کس طرح کے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

3: منفی اثرات کو ختم کرنے کے لئے قرآنی ابلاغ کی روشنی میں اسلامی نظام معاشرت کے ان تخصصات کو زیر بحث لایا جاسکتا ہے کہ جن کے عملی اطلاق کی صورت میں معاشرہ ترقی وفلاح کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] البقرۃ 120:2

AlBaqarah, 2:120

[2] المائدہ 77:5

AlMaida, 5:77

[3] الانعام 56:6

AlInaam, 6:56

[4] الانعام 71:6

AlInaam, 6:71

[5] الاعراف 176:7

AlAiraaf, 7:176

[6] ابراہیم 43:14

AlIbrahim, 14:43

[7] الکھف 28:18

AlKahf, 18:28

[8] الفرقان 43:25

AlFurqaan, 25:43

[9] القصص 50:28

AlQasas, 28:50

[10] ص 26:38

Suaad, 38:26

[11] الشوریٰ 15:42

AlShuraa, 42:15

[12] الجاثیه 18:45

AlJasiyah, 45:18

[13] الجاثیه 23:45

AlJasiyah, 45:23

[14] ألراغب ألأصفهانی، أبی القاسم الحسین بن محمد(502ھ)، المفردات فی غریب القرآن، دار احیاء التراث العربی بیروت۔لبنان، الطبعة الأولیٰ 1423ھ۔2002م، ص: 573

AlRaghib alAsfahani, AbialQasim AlHussain Bin Muhammad (502 AH), AlMufardaat Fi Gharib Al Quran, Dar Ahya Al Turaas al Arbi Beirut. Lebanon, 1st ed. 1423 AH2002M, P:573

[15] البقرة 120:2

AlBaqarah, 2:120

[16] الکهف 28:18

AlKahf, 18:28

[17] محمد ثناء الله پانی پتی، تفسیر مظهری، المکتبه رشیدیه، کوئٹه، 5/376.377 ملخصاً

Muhammad Sana ullah Pani Patti, Tafseer Mazhari, AlMaktabah Rasheediyah, Quetta, 5/376,377

[18] الفرقان 45.44:25

AlFurqaan, 25:44,45

[19] سیّد قطب شهید، فی ظلال القرآن، دار الشروق: بیروت، الطبعة الشریعة الاولیٰ: 1972، الطبعة الشریعة الرابعة والثلاثون، 1425ھ۔2004ء، 5/2566

Syed Qutab Shaheed, Fi Zalalul Quran, Dar Ul Shuruq: Beirut, 1st ed:1972, 4th, 30th ed, 1425 AH, 2004, 5/2566

[20] القصص 50:28

AlQasas, 28:50

[21] القرطبی، لابی عبدالله محمد بن احمد الانصاری، الجامع الاحکام القرآن، دارُ الحدیث القاهره، 1423ھ/2002م، ط:ن 7/262

AlQurtaba, Labi Abdullah Muhammad Bin Ahmad Al Ansari, AlJamay AlAhkaam ul Quran, Dar ul Hadees AlQahira, 1423AH/2002, 7th ed, P:262

[22] علامہ امین احسن اصلاحی، تدبر القرآن، فاران فاؤنڈیشن لاہور :پاکستان، ذیقعد 1430ھ۔نومبر 2009ء، 667/5

Allama Ameen Ahsan Islahi, Tadabbar ul Quran, Faran Foundation Lahore:Pakistan, Zeeq'ad 1430AH. Nov. 2009, 5/667

[23] علامہ اقبال، ارمغان حجاز، نظم: 39، ص: 731، کلیات اقبال، اقبال اکادمی: پاکستان، 2013/11

Allama Iqbal, Armughan E Hijaz, Nazam:39, P:731, Kuliyat E Iqbal, Iqbal Academy:Pakistan 11/2013

[24] النساء 135:4

AlNisa 4:135

[25] آل عمران 78:3

AlImran, 3:78

[26] تدبر القرآن، ص: 407

Tadabbur Al Quran, P:407

[27] ص 26:38

Suaad, 38:26

[28] النازعات 41،40:79

AlNazieyat, 79:40,41

[29] لسان العرب، 357/10؛ معجم مقاییس اللغة، 455/5

Lisaan ul Arab, 10/357; Muajjam Maqayesul Lughah, 5/455

[30] ابن کثیر، الحافظ عماد الدین ابی الفداء اسماعیل بن کثیر القرشی الدمشقی (م:774ھ) تفسیر القرآن العظیم، مکتبة دار الفیحاء:دمشق، مکتبة دار السلام: الریاض، الطبعة الثانیه:1418ھ۔1998ء، 176/1

Ibn E Kaseer, Al Hafiz Imaaduddin Abi ul Fida Ismael Bin Kaseer Al Qarshi Al Damishqi (774 AH) Tafseer ul Quran Al Azeem, Maktabah Dar ul Afeeha:Damascus, Maktabah Dar ul Islam: Al Riadh, 2nd ed:1418Ah1998, 1/176

[31] مجموع الفتاوی، 524/7

Majmua l Fatawa, 7/524

[32] ابن رجب الحنبلی، جامع العلوم والحکم، دار الفجر للتراث:القاهرہ، الطبعة الاولی، 1423ھ۔2002م، الاامام الحافظ زین الدین ابی الفرج عبد الرحمن بن احمد بن رجب الحنبلی الدمشقی، 736ھ، 795ھ، 1/ 431

Ibne Rajab Al Hanbali, Jamia Al Uloom O Hikm, Dar al Fajr ul Turaas:Al Qahirah, 1st ed, 1423AH2002, Al Imam Al Hafiz Zainuddin Abi Al Farj Abdurrehman Bin Ahmad Bon Rajab Al Hanballi Al Damishqi, 736AH, 1/431

[33] طریق الهجرتین، 595

Tareequl Hijratayn, 595

[34] جامع العلوم والحکم، 431/1

Jamia AlUloomulHikm, 1/431

[35] مسلم، الامام، ابی الحسین بن حجاج بن مسلم القشیری النیسابوری (204ھ۔ 261ھ)صحیح مسلم، دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض، الطبعة الثانیة، محرم 1421ھ۔ابریل 2000م، کتاب التوبة، باب فضل دوام الذکر والفکر فی امور الآخرة، والمراقبة و جواز ترک ذلک فی بعض الاوقات، والاشتغال بالدنیا، رقم الحدیث: 6966، ص: 1191،1192

Muslim, AlImam, AbiulHussain Bin Hajaj Bin Muslim AlQasheeri AlNisapuri (204261AH), Sahih Muslim, Darussalam LilnasharwatTozeeh, AlRiadh, 2nd ed, Moharram 421AH, April 2000, Kitabut Taubah, Chapter Fazal Dawam Az Zikrul Fikr Fi Amooral Akhirah wal Maraqibah wa Jawaz Tark Zalik Fi Ba'az AlAuqaat, wal Ishteyaal Bid Duniyah, H#6966, P:1191,1192

[36] شمس الدین ابی عبد اللہ محمد بن قیّم الجوزیة، المتوفیٰ 691ھ۔ 751ھ، مدارج السالکین، مکتبة دار البیان، الطبعة الثانیه1424ھ۔2003ء، 358/1

Shamsuddin Abi Abdullah Muhammad Bin Qayyam AlJoziyah, 691751AH, MadarajulSalikeen, Maktabah DarulBayan, 2nd ed, 1424AH2003, 1/358

[37] البقرة 10:2

AlBaqarah, 2:10

[38] مدارج السالکین، 349/1

MadarajulSalikeen, 1/349

[39] الاحزاب 32:33

AlAhzab, 33:32

[40] ابن جریر، الامام ابی جعفر محمد بن الجریر الطبری(224۔310ھ)جامع البیان عن تاویل ای القرآن المعروف تفسیر طبری، دار احیاء التراث العربی، الطبعة الاولیٰ 1412ھ۔ 2001م، 258/2

IbneJareer, AlImam abi Jaffar Muhammad bin AlJareeral Tabri (224310 AH), Jamia AlBayan An Taweel ulQuran AlMaroof Tafseer Tabri, Dar Ahyaal Turas AlArbi, 1st ed, 1412AH.2001, 2/258

[41] المنافقون 5:63

AlMunafiqoon, 63:5

[42] المنافقون 6:63

AlMunafiqoon, 63:6

[43] ابی داؤد، الامام الحافظ سلیمان بن الاشعث بن اسحاق، (202ھ۔ 275ھ)سنن ابی داؤد، دار السلام للنشر والتوزیع: الریاض، الطبعة الاولیٰ، محرم 1420 ھ۔ابریل 1999ء، کتاب اللباس، باب ما جاء فی الکبر، رقم الحدیث: 4091، ص: 577

Abi Dawood, Al Imam Al Hafiz Suleman Bin Al Ash'as Bin Ishaq, (202275 AH), Sunan Abi Dawood, Darrussalam Lilnashrowat Tozeeh: Al Riadh, 1st ed, Moharram 1420 AH April 1999, Kitabul Libas, Chapter Maja Fil Kubr, H#4091, P:577

[44] التوبة 64:9

Al Taubah, 9:64

[45] جامع البیان عن تاویل ای القرآن المعروف تفسیر طبری، 331/14

Jamia Al Bayan An Taweelul Quran Al Maroof Tafseer Tabri, 14/331

[46] البقرة 15،14:2

Al Baqarah, 2:14,15

[47] مدارج السالکین، 349/1

Madarajul Sakileen, 1/349

[48] البقرة 15:2

Al Baqarah, 2/15

[49] المنافقون 7:63

Al Munafiqoon, 63/7

[50] المنافقون 1:63

Al Munafiqoon 63/1

[51] البخاری، الامام ابی عبد اللہ محمد بن اسماعیل(194ھ-256ھ)، صحیح البخاری، دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض، الطبعة الثانیة، ذوالحجة 1319 ھ- مارچ 1999م، کتاب التفسیر، باب سورة المنافقین، رقم الحدیث: 4900، ص: 769

Al Bukhari, Al Imam Abi Abdullah Muhammad Bin Ismael (194256 AH), Sahih Al Bukhari, Darrussalam Lilnashrowat Tozeeh, Al Riadh, 2nd ed, Zulhaj 1319 AH. March 1999, Kitabul Tafseer, Chapter Surah Al Munafiqoon, H#4900, P:769

[52] البقرة 13:2

Al Baqarah, 2:13

[53] مدارج السالکین، 350/1

Madarajul Sakileen, 1/350

[54] النساء 139،138:4

AlNisa, 4:138,139

[55] جامع البیان عن تاویل ای القرآن تفسیر طبری، 310/9

Jamia AlBayan An Taweelul Quran Tafseer Tabri, 9/310

[56] النساء 141:4

AlNisa, 4:141

[57] جامع البیان عن تاویل ای القرآن تفسیر طبری، 324/9

Jamia AlBayan An Taweelul Quran Tafseer Tabri, 9/324

[58] النساء142:4

AlNisa, 4:142

[59] تدبر القرآن، 411/2

TadabburulQuran, 2/411

[60] النساء 143:4

AlNisa, 4/143

[61] تدبر القرآن، 411/2

TadabburulQuran, 2/411

[62] صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب صفات المنافقین واحکامهم، رقم الحدیث: 7043، ص: 1214

Sahih Muslim, Kitab SifaatulMunafiqeen, Chapter SifatulMunafiqoon wa Ahkaamuhum, H#7043, P:1214

[63] النووی، محی الدین أبو زکریا یحیٰ بن شرف بن حری (631۔676ھ)، شرح النووی علی مسلم، بیت الأفکار الدولیة، الأردن، الطبعة الخامسة، ط۔ن، ص:1636

AlNovi, Mohiuddin Abu Zikriya Yahya Bin Sharaf Bin Hari (631 676 AH), Sharah AlNavi Ali Muslim, Bayt alAfkarudDoliya, Jordan, 5th ed, P:1636

[64] الانعام 52:6

AlInaam, 6:52

[65] الترمذی، الامام الحافظ ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورة ابن موسیٰ (200ھ۔279ھ)، جامع الترمذی، دار السلام للنشر والتوزیع: الریاض، الطبعة الاولیٰ محرم 1420ھ۔ابریل 1999م، کتاب الزهد، باب المهاجرین یدخلون الجنة قبل اغنیائهم، رقم الحدیث: 2353، ص: 537

AlTirmdhi, AlImam AlHafiz Abi Isa Muhammad Bin Isa Bin Surah Ibne Musa (200279 AH), Jamia AlTirmdhi, Darrusalam Lilnashrowat Tozeeh: AlRiadh, 1st ed, Moharram 1420 AH April 1999, Kitabuz Zuhd, Chapter Al Muhajireen Yadkhulun AlJannah Qabl Aghniyaaihim, H#2353, P:537

[66] جامع الترمذی، کتاب اللباس، باب ما جاء فی ترقیع الثوب، رقم الحدیث: 1780، ص: 421، 422

Jamia Al Tirmdhi, Kitab ul Libas, Chapter Maja Fi Tarqe'e al Soub, H#1780, P:421,422

[67] جامع الترمذی، کتاب اللباس، باب ما جاء فی ترقیع الثوب، رقم الحدیث: 1780، ص: 422

Jamia Al Tirmdhi, Kitab ul Libas, Chapter Maja Fi Tarqe'e al Soub, H#1780, P:422

[68] جامع الترمذی، کتاب اللباس، باب ما جاء فی ترقیع الثوب، رقم الحدیث: 1780، ص: 422

Jamia Al Tirmdhi, Kitab ul Libas, Chapter Maja Fi Tarqe'e al Soub, H#1780, P:422

[69] جامع الترمذی، کتاب الزهد، باب المهاجرین یدخلون الجنة قبل اغنیائهم، رقم الحدیث: 2352، ص: 537

Jamia Al Tirmdhi, Kitab ul Zuhd, Chapter Al Muhajireen Yadkhulun Al Jannah Qabl Aghniyaaihim, H#2352, P:537

[70] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب {عُتُلٍّ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٍ} (القلم 68:13)، رقم الحدیث: 4918، ص: 874

Sahih Bukhari, Kitab ul Tafseer, Chapter {عُتُلٍّ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٍ} (Al Qalam 68:13), H#4918, P:874

[71] صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب من استعان بالضعفاء والصالحین فی الحرب، رقم الحدیث: 2896، ص: 479

Sahih Bukhari, Kitab ul Jihad wal Sayr, Chapter Min Istieyan Bizey'fa wassaliyheen fil Harb, H#2896, P:479

[72] جامع الترمذی، کتاب الجهاد، باب ما جاء فی الاستفتاح بصعالیک المسلمین، رقم الحدیث: 1702، ص: 407

Jamia Al Tirmdhi, Kitab ul Jihaad, Chapter Maja Fil Istiftah Basa'alikeek al Muslimeen, H#1702, P:407